ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.4 2021

تالیفاتِ مولانا عطاء اللہ ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ: تعارف اور منہج واسلوب کا تحقیقی جائزہ

Books of Maulana Attaullah Dervi: A Research Review on the Introduction and Style

Usman Abbas
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, UET Lahore.
Email: raiusman678@gmail.com
Mohammad Amjad
M.Phil Scholar, Institue of Islamic Studies, PU Lahore.
Email: amjadbajaur191@gmail.com
Irsa
M.Phil Scholar, Department of Arabic & Islamic Studies, Women University Swabi.
Email: Irsaaziz500@gmail.com
Hafiz M Hanif
M.Phil Scholar, Institute of Islamic Studies, PU Lahore.
Email: hafizmuhammadh986@gmail.com

Abstract:
The land of Dera Ghazi Khan is scientifically (knowledge wise) a fertile land. From here, many unique scholars have come to the fore. There are some of them who lived in anonymity all their lives and quietly engaged in the work of writing and compiling. Maulana Attaullah Dervi is one of the anonymous scholars. He was born in 1947 and died in 2020 at the age of seventy-three years. He lived in United Arab Emirates for thirty years as an imam and preacher. After returning home in 2008, he established a grand Library next to his Mosque named "Maktaba Derviah". In this Library, there is a rich collection of basic Shariah sources. Maulana Attaullah Dervi was blessed by Allah Almighty with the blessing of pen and paper. He wrote on various topics and compiled more or less twenty-six books and magazines. While he also translated two Arabic books in Urdu format and later compiled commentaries on them. Out of these compilations, only ten have been printed. Among these books there are also magazines written on different topics besides beliefs, jurisprudential issues. In this research article, the research introduction and style of some impotant books of his works have been presented.
Keywords: AttaUllah Dervi, Books, Introduction, Style.

مولانا عطاء اللہ ڈیروی ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھنے والے ایک ممتاز عالم دین تھے۔ آپ کا شمار مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری، مولانا اللہ یار اور مولانا محمد رفیق اثری کے تلامذہ میں ہوتا ہے۔ آپ کی پیدائش 1947ء میں ہوئی۔ حصول تعلیم کے بعد آپ نے دس برس تک گاؤں کے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دی، بعد ازاں آپ متحدہ عرب امارات تشریف لے گئے اور وہاں 1978ء سے 2008ء مختلف مساجد میں امامت وخطابت کی ذمہ داری نبھائی۔ آپ کو کتب بینی اور تصنیف و تالیف کے ساتھ خاص شغف تھا۔ وطن واپسی کے بعد آپ نے اپنے گاؤں میں ہی مسجد سے ملحق ایک مکتبہ قائم کیا جسے "مکتبہ ڈیرویہ" کا نام دیا۔ اس میں آپ کی تمام کتب محفوظ ہیں اور طلبہ وطالبات ان سے استفادہ کی غرض سے تشریف لاتے رہتے ہیں۔ آپؒ نے 22 مئی 2020ء، بروز جمعۃ المبارک وفات پائی۔ آپ کی اہم تالیفات کا تعارف اور اسلوب پیشِ خدمت ہے۔

عقیدہ سے متعلق تالیفات:

نظریات کی اساس عقائد پر استوار ہوتی ہے۔ نبی رحمت ﷺ جس معاشرہ کی طرف مبعوث کیے گئے وہ جہالت و گمراہی میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس معاشرہ میں اعلیٰ اقدار کا نام ونشان تک موجود نہ تھا۔ ہر قسم کی معاشرتی برائی اسے پوری طرح جکڑے ہوئے تھی۔ اس معاشرہ میں بطور دعوت و تبلیغ کے لیے معاشرے کی اصلاح کی کوشش ایک اہم ترین ذمہ داری تھی لیکن یہاں اہم ترین بات یہ کہ رسولِ انور ﷺ نے دعوت کی ابتداء کی تو عقائد کی اصلاح کو مقدم رکھا اور یہ بات سمجھادی کہ افراد و معاشرے کے عقائد ہی اصل

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.4 2021

بنیاد ہوتے ہیں۔ مولانا ڈیروی نے عقائد کی بابت کتب ورسائل تصنیف کیے ہیں۔ جن میں سے مطبوع کتب کا تعارف واسلوب ومنہج درج ذیل ہے:

1۔ مسئلہ تقدیر:

مولانا ڈیروی کی یہ کتاب عقیدہ کے ایک اہم مسئلہ "تقدیر" کی توضیح پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب دراصل غلام احمد پرویز کے مسئلہ تقدیر میں مؤقف کا علمی محاکمہ ہے۔ مولانا ڈیروی نے اس کتاب میں غلام احمد پرویز کے تقدیر کی بابت باطل نظریات کی علمی تردید کی ہے۔ یہ کتاب مئی 2010ء میں دارالکتب العلمیہ، کراچی سے طبع ہوئی۔ کتاب کا مکمل نام "محرف قرآن ومنکر حدیث پرویز صاحب اور مسئلہ تقدیر" ہے۔

اسلوب:

مولانا ڈیروی کا مکمل کتاب میں اسلوب یہ ہے کہ آپ پہلے پرویز صاحب کا ایک مؤقف یا قول ذکر کرتے ہیں پھر اس پر جرح کرتے ہیں۔ چند امثلہ درج ذیل ہیں:

پہلی مثال:

غلام احمد پرویز مذہب اور دین کی اصطلاح میں فرق کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں لکھتے ہیں: "جو نظام حیات خدا کی طرف سے بذریعہ وحی حضرات انبیاء کرام کو ملتا تھا اسے دین کہا جاتا ہے لیکن بعد میں جب اس دین میں انسانی تحریفات راہ پالیں تو دین دین نہیں رہتا، مذہب بن جاتا ہے"[1] مولانا ڈیروی نے اس موقع پر جواب دیا کہ مذہب اور دین میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہ کہ یہ تفریق پرویز صاحب کی ذہنی اختراع ہے۔ آپ لکھتے ہیں: "بہر کیف دین اور مذہب کے درمیان یہ فرق پرویز صاحب کی اپنی ذہنی اختراع ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ مذہب کی تعریف اہل علم نے اس طرح کی ہے: "طريقة معينة في إستنباط الأحكام الشرعية من أدلتها التفصيلية" ترجمہ: "یعنی تفصیلی ادلہ سے ماخوذ شرعی احکامات کے استنباط کا طریقہ معینہ مذہب کہلاتا ہے"[2]

دوسری مثال:

مولانا ڈیروی نے خلق کے مسئلہ پر بھی پرویز صاحب کی گرفت کی ہے۔ کتاب التقدیر میں پرویز صاحب نے دو دنیاؤں عالم خلق وعالم امر کا ذکر کیا ہے۔ اس پر مولانا ڈیروی جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "یہ عقیدہ تصوف کی پیداوار ہے جو غالباً پرویز صاحب نے صوفیاء سے اخذ کیا ہے۔ کیونکہ پرویز صاحب عمر کا ایک حصہ تصوف میں گزار کر آئے تھے جس کا تذکرہ انہوں نے اپنی کتاب "تصوف کی حقیقت" میں کیا ہے"[3]

اس ضمن میں مزید مولانا ڈیروی نے وضاحت کی کہ لوگ آیت کریمہ: أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ[4] کے ترجمہ میں باطل نظریہ کو داخل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کا ترجمہ آپ نے اس طرح کیا ہے: "آیت کریمہ کا ترجمہ درج ذیل ہے: یعنی جان لو کہ تمام مخلوق اللہ کی ہے اور اس مخلوق میں حکم کا اختیار بھی اللہ ہی کا ہے"[5]

مکمل کتاب میں اسی طرز پر مولانا ڈیروی نے پرویز صاحب کے عقائد ونظریات کا علمی جواب دیا ہے اور آخرِ کتاب میں ایک مختصر خلاصہ بھی درج کیا ہے۔ جس سے پوری کتاب میں موجود بحث کا ایک خاکہ ذہن میں آجاتا ہے۔

2۔ توضیح خلافة الإنسان في ضوء السنة والقرآن:

اس کتاب کا اردو عنوان "زمین پر انسان کی خلافت قرآن وسنت کی روشنی میں" ہے۔ اس کتاب میں مولانا ڈیروی نے پروفیسر صبیح الدین انصاری کی کتاب "کیا انسان خلیفۃ اللہ ہے" کا جواب دیا ہے۔ آپؒ نے اپنے اس جواب کو انتالیس ذیلی عناوین میں تقسیم کیا ہے۔

اسلوب:

ابتدائے کتاب میں مولانا ڈیروی نے سیدنا آدم علیہ السلام کی خلافت کی بارے ایک تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے، جس میں آپ نے ابن عربی صوفی کا مؤقف ابتداءً درج کیا کہ ابن عربی کے نزدیک اللہ اور انسان ایک ہی ہیں اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں۔ معاذ اللہ۔ یہ باطل عقیدہ ہے کہ جس پر کبار مفسرین ومحدثین کا رد موجود ہے۔ پھر مولانا ڈیروی نے پروفیسر صاحب کا عقیدہ بیان کیا کہ وہ یہ مؤقف رکھتے ہیں کہ سیدنا آدم علیہ السلام کو اللہ کا خلیفہ ماننا شرک ہے اور یہ عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے۔ پروفیسر صاحب کا مؤقف گویا یہ ہے کہ خلیفہ اس کا ہوتا ہے جو کہ معدوم ہو جائے۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے خلیفہ بنے۔ اس بارے مولانا ڈیروی نے ادلہ کے ساتھ مفصل جواب دیا ہے: مثلاً: "خلیفہ اس کو بھی کہا جاتا ہے جو کسی کے زندہ ہونے اور دنیا میں موجود رہنے کے باوجود صرف کسی خاص مقام پر موجود نہ ہونے کی وجہ سے اس کا جانشین ہوتا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ سفر پر جاتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے: «اَللّٰهُمَّ أَنتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ» ترجمہ: "اے اللہ تو سفر کا ساتھی ہے اور گھر میں ہمارا جانشین ہے۔"[6] اسی بحث میں مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ نے کئی ایک ادلہ سے یہ ثابت کیا کہ خلیفہ کا تعلق عدم

کے ساتھ نہیں ہے بلکہ کسی کے وجود کے ہوتے ہوئے بھی خلیفہ کہا اور بولا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ خلیفہ تو اللہ رب العزت نے دیگر انبیاء کو بھی قرار دیا جیسا کہ سیدنا داؤد کی بابت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ[7] ترجمہ: "اے داؤد! ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے لہٰذا تم لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کرنا اور خواہشات کی پیروی نہ کرنا۔" اسی طرح اللہ رب العزت نے دیگر مقامات پر عام لوگوں کے لیے بھی جانشینی کا اور خلیفہ ہونے کی بابت ارشاد فرمایا تو سیدنا آدم علیہ السلام اس معنیٰ میں بالاولیٰ اللہ رب العزت کے خلیفہ ہوئے۔

انسان جنات کا خلیفہ نہیں ہے:

پروفیسر صاحب کا یہ مؤقف بھی تھا کہ انسان کو جنات کا خلیفہ بنایا گیا ہے کہ جنات کو پہاڑوں اور جنگلوں میں دھکیل دیا گیا تھا۔ اس بابت مولانا ڈیرویؒ نے وضاحت کی کہ پروفیسر صاحب ایک طرف کہتے ہیں کہ خلیفہ اس کا بنا جاتا ہے جو معدوم ہو گیا ہو جب جنات معدوم نہیں بلکہ موجود ہیں تو ان کا خلیفہ ہونا آپ کے وضع کردہ اصول کے خلاف کیسے درست ہو گیا۔۔۔! بعد ازاں مولانا ڈیرویؒ نے پروفیسر صاحب کے اس باطل موقف کی تردید کی کہ جنات کو پہاڑوں میں دھکیل دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں آپؒ نے متعدد احادیث نبویہ کو اپنے جواب کا حصہ بنایا ہے۔ جن میں سے ایک روایت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو جنات سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اس طرح ہے: "كانَ النبيُّ ﷺ إذا دَخَلَ الخَلَاءَ قالَ: اَللَّهُمَّ إنِّي أعُوذُ بكَ مِنَ الخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ"[8] ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو کہتے: اے اللہ میں جنات اور جننیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں"

ذات باری تعالیٰ کہاں ہے:

مولانا ڈیرویؒ نے اس ضمن میں یہ واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اس کے فیصلہ کردہ امور اس کی مخلوقات سرانجام دیتی ہیں۔ یہاں آپؒ نے وضاحت کی کہ اسی بات کو پروفیسر صبیح الدین انصاری شرک سے تعبیر کرتے ہیں کہ خلیفہ کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ اللہ کو محتاج تسلیم کیا جارہا ہے۔ اس بات کا جواب دلیل سے مولانا ڈیرویؒ نے رقم کیا ہے۔ آپ نے وضاحت فرمائی کہ تدبیر تو اللہ نے فرشتوں کے ذمہ بھی لگائی ہے جیسے ارشاد فرمایا: فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا[9] ترجمہ: "پھر جو کسی کام کی تدبیر کرنے والے ہیں" یعنی فرشتوں کو اللہ رب العزت نے متعدد کام سونپے ہیں جن کو وہ بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ تو فرشتوں کے تدبیر امر سے جب اللہ کی محتاجی ثابت نہیں ہوتی تو کسی انسان سے جب اللہ کام لیں تو اس سے اللہ کی محتاجی کیسے ثابت ہو جائے گی!۔

قدیم مفسرین کا اتفاق:

مولانا ڈیرویؒ نے اس کتاب میں قدیم مفسرین کی آراء ذکر کیں کہ جو سیدنا آدم علیہ السلام کو اللہ کا خلیفہ قرار دیتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں: "امام ابن جریر، امام ابن الجوزی، امام قرطبی، امام بغوی، امام ابو حیان، امام فخر الدین رازی وغیرہ متقدمین مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ آیت: إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً میں سیدنا آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بنا کر بھیجے گئے۔ امام ابن الجوزی نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی قول قرار دیا ہے، ان ائمہ کے اقوال ہم نے انصاری صاحب کو لکھ کر بھیجے تھے لیکن وہ اپنی بات پر مصر ہیں"[10] انسان کا خلیفۃ اللہ ہونے کا مطلب عام الفاظ میں یہ ہے کہ اللہ نے اسے بعض امور میں فیصلوں کا اختیار و ذمہ داری سونپی ہے، مثلاً: قصاص۔ کہ ایک انسان کو قتل کے بدلہ میں قتل کر دینا۔ اب یہ قتل کرنے کا حق اللہ نے کسے سونپا؟ انسان کو۔ تو گویا یہ تدبیر امر ہے جو انسان کرتا ہے لیکن وہ اللہ کے حکم کے تابع ہو کر اور گویا اس کے نائب کی حیثیت سے یہ فعل سرانجام دے رہا ہوتا ہے۔ کتاب کے آخر میں مولانا ڈیرویؒ نے سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ، کے انسان کے خلیفۃ اللہ ہونے کی بابت دو فتاویٰ جات نقل کیے ہیں اور اپنے مؤقف کو تقویت بخشی ہے۔ جبکہ پروفیسر صبیح الدین انصاری صاحب کی کتاب پر مولانا عبد القیوم بستوی کا بیس صفحات پر محیط تبصرہ بھی ذکر کیا ہے۔ مولانا بستوی ایک جید عالم دین تھے اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فارغ التحصیل تھے۔ آخر کتاب میں تین صفحات پر محیط ایک شذرہ بھی شامل کتاب ہے کہ جو شارجہ کے ایک امام و خطیب مولانا محمد یامین کا لکھا ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے اس کتاب کی بابت توصیفی کلمات درج کیے ہیں۔

3۔ الرد الباهر في مسئلة الحاضر و الناظر:

اس کتاب کے مؤلف شیخ عبد الرحمٰن امین ہیں۔ آپ کا تعلق متحدہ عرب امارات سے تھا۔ اس کتاب میں مؤلف نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت حاضر و ناظر کے عقیدے کی نفی کی ہے اور اس پر ادلہ درج کی ہیں۔ مولانا ڈیروی نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا۔ اس کتاب کا اردو عنوان: "کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں؟" ہے۔

مولانا ڈیروی کا کتاب پر کام:

مولانا عطاء اللہ ڈیروی نے اس کتاب پر درج ذیل کام سرانجام دیے: کتاب کا مکمل ترجمہ سلیس اردو میں کیا۔ ترجمہ میں تفہیم کا انداز اپنایا۔ کتاب کے مشکل و توضیح طلب

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.4 2021

مقامات کی تشریح کی۔ضرورت کے مطابق بعض مقامات پر تعلیقات درج کیں۔ لیکن یہ تعلیقات و حواشی متن کا ہی حصہ ہیں اور ان کی الگ سے پہچان کرنا ممکن نہیں۔ تعلیق کا کوئی اشارہ یا رمز موجود نہیں ہے۔کتاب کی بعض ایسی عبارات کہ جو اہم نہ تھیں انہیں مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ نے حذف کر دیا۔ان تمام امور کا تذکرہ مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ نے کتاب کے مقدمہ میں کیا ہے۔[11]

اسلوب:

یہ کتاب چار فصول اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔فصول کے عنوانات کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔رسول ﷺ کے ہر جگہ حاضر و ناظر نہ ہونے کے دلائل 2۔اہل بدعت کے دلائل اور ان کی حقیقت

3۔رسول کریم ﷺ کی وفات حسرت آیات پر شرعی دلائل 4۔اہل بدعت کے چند باطل عقائد اور ان کی تردید

پہلی فصل میں صاحب کتاب نے دس ادلہ اس بات پر پیش کی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حاضر و ناظر نہیں ہیں۔ان ادلہ میں سے سات ادلہ قرآن مجید سے ہیں جب کہ تین ادلہ مؤلف نے احادیث نبویہ سے اخذ کی ہیں۔

دوسری فصل میں صاحب کتاب نے نبی کریم ﷺ کے حاضر و ناظر کا نظریہ رکھنے والوں کی نو ادلہ کو ذکر کیا اور بعد ازاں ان کا علمی محاکمہ پیش کیا ہے۔اس محاکمہ میں صاحب کتاب نے وضاحت مع دلیل درج کی ہے کہ انہوں نے اس رائے کو یا دلیل کو کیوں رد کیا۔مثال کے طور پر نویں دلیل میں صاحب کتاب نے دو روایات نقل کیں:"كنت نبيا وآدم بين الماء والطين"اور"كنت نبيا ولا آدم ولا ماء"اس پر صاحب کتاب نے محاکمہ کرتے ہوئے لکھا:"مذکورہ دونوں روایتیں موضوع(یعنی من گھڑت)ہیں۔اس لیے ان سے کسی طرح کا استدلال بھی درست نہیں،علامہ زرقانیؒ نے ان دونوں حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ علامہ سیوطیؒ نے"الدر المنثور"میں ان دونوں حدیثوں کو بے بنیاد و بے اصل قرار دیا ہے"[12]یعنی صاحب کتاب نے بیان کردہ روایات کو فقط اپنی رائے سے موضوع نہیں قرار دیا بلکہ اس بابت دو ائمہ کا حوالہ بھی درج کیا ہے۔اسی اسلوب پر صاحب کتاب نے تمام ادلہ کا محاکمہ کیا ہے۔

تیسری فصل میں صاحب کتاب نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کی بابت تیرہ ادلہ درج کی ہیں جب کہ چوتھی فصل میں اہل بدعت کے بعض عقائد کا رد پیش کیا ہے۔کتاب کے آخر میں حوالہ جات تفصیلاً درج ہیں جن کی تعداد ایک سو چھیالیس ہے۔

دیگر تالیفات:

اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں تمام شعبہ ہائے زندگی کی بابت کامل راہ نمائی مہیا فرمادی ہے۔وہ معاملات چاہے دینی ہوں یا دنیاوی،معیشت کے متعلق ہوں یا معاشرت کے،سیاست کے متعلق ہوں یا ریاست کے،عدل کے متعلق ہوں یا سیادت کے الغرض اسلام میں تمام امور کے بارے میں مکمل تعلیمات بیان کردہ ہیں۔ائمہ دین نے ان معاملات کو فقہی ابحاث کے تحت اپنی کتب میں درج کیا اور امت تک ان کی بابت رہنمائی پہنچائی۔مولانا ڈیرویؒ نے بھی فقہی ابحاث پر تالیفات مرتب کیں جن میں سے مطبوع تالیفات کا تحقیقی تعارف ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

1۔زیورات میں زکوٰۃ کا حکم:

کیا زیوارت میں زکوٰۃ ہوگی یا نہیں؟ یہ فقہاء کے مابین ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔اس بابت متقدمین علماء نے بھی قلم اٹھایا اور متاخرین نے بھی اس مسئلہ میں کتب و رسائل تالیف کیے۔مولانا ڈیرویؒ نے زیورات میں زکوٰۃ کے مسئلہ کی بابت یہ رسالہ تالیف فرمایا۔یہ رسالہ چہتر صفحات پر مشتمل ہے جو کہ 1997ء میں فراز ایسوسی ایشن،لاہور سے طبع ہوا ہے۔یہ کتاب انیس ذیلی عناوین پر محیط ہے۔مولانا ڈیرویؒ کا مؤقف اس بابت یہ ہے کہ خاتون اپنے استعمال کے زیور کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گی اور انہوں نے اسی مؤقف کو اپنے اس رسالہ میں ادلہ کے ساتھ ثابت کیا ہے۔

اسلوب:

مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ نے ابتدائے کتاب میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و صحابیات اور ائمہ دین کا مؤقف مع دلیل درج کیا کہ جو عورت کے زیورات پر زکوٰۃ کے قائل نہیں تھے،یہ اہل علم درج ذیل ہیں:ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا،خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم،سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما،سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ،سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ،سیدۃ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا،امام محمد باقر،سعید بن مسیب،سیدۃ عمرہ بنت عبد الرحمن رضی اللہ عنہا، قاسم بن محمد بن ابو بکر اور سیدنا طاؤس۔درج ذیل کبار اہل علم کا مؤقف یہ تھا کہ عورت کے استعمال کے زیوارت پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔مولانا ڈیرویؒ نے ان کے موقف مع دلیل ذکر کیے ہیں اور ان میں سے کسی کے مؤقف پر اگر کسی قسم کی کوئی

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.4 2021

جرح ہے تو اس کا کافی و شافی جواب دیا ہے۔ مولانا ڈیروی ؒ کا درج بالا کبار اہل علم کا مؤقف بیان کرنے کا اسلوب ملاحظہ ہو: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بابت آپ ؒ لکھتے ہیں: "امام شافعی ؒ اپنی مسند (ص 228) میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت لائے ہیں کہ آپ اپنی بچیوں اور لونڈیوں کے زیوروں کی زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔ اس روایت کی سند اس طرح ہے: "مالک عن نافع عن ابن عمر" اس روایت کی سند صحیح ہے۔ اسی طرح ابو عبید بھی کتاب الاموال (ص 179) میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت لائے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی بچیوں کا نکاح دس ہزار درہم مہر پر کیا کرتے تھے، اس میں سے چار ہزار درہم کے زیور بنا کر ان کو دیا کرتے اور ان زیوروں کی زکوٰۃ نہیں دیا کرتے تھے، اس روایت کی سند یہ ہے: "إسماعيل بن إبراهيم عن ايوب عن نافع عن ابن عمر" یہ روایت صحیح ہے اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم بن علیہ اور ایوب اور نافع مولیٰ ابن عمر سب ثقہ ہیں (تہذیب الکمال)"[13]

مولانا عطاء اللہ ڈیروی نے یہاں درج ذیل امور کا خیال کیا:

1. امام شافعی ؒ اور امام ابو عبید قاسم کی کتب سے اپنے مؤقف کی دلیل ذکر کی۔
2. دونوں کتب میں روایت کی سند کو بیان کیا۔
3. دونوں اسناد کی بابت ان کا درجہ صحت واضح کیا۔
4. اسناد میں مذکور رواۃ کی بابت حافظ ابن حجر العسقلانی کی توثیق درج کی۔

جن مقامات پر مولانا ڈیروی ؒ کے بیان کردہ مؤقف پر کوئی جرح موجود ہے تو آپ نے اس جرح کو ختم کیا ہے اور اس کی تصحیح و تسوید ذکر کی ہے۔ مثال کے طور پر مولانا ڈیروی ؒ نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ ایک روایت ذکر کی کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال پوچھا گیا کہ تلوار کے دستے پر سونا لگا ہو تو کیا اس کی زکوٰۃ ہو گی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں ہو گی۔ اس روایت کی سند یہ ہے: "خالد بن عمر القرشي الكوفي عن شريك عن علي بن سليم قال سألت أنساً۔۔" اس پر ایک اعتراض موجود کہ خالد بن عمر اہل علم کے ہاں معتبر نہیں۔ اس پر مولانا ڈیروی ؒ توضیح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: "اس سند میں خالد بن عمر لکھا ہے۔ لیکن امام بخاری ؒ نے کتاب الضعفاء الصغیر (ص 43) میں اس کو خالد بن عمرو (واؤ) کے ساتھ لکھا ہے اور اس کو منکر الحدیث کہا ہے۔ امام احمد سے منقول ہے کہ یہ راوی ثقہ نہیں ہے۔ صالح جزرق کا کہنا یہ ہے کہ یہ شخص جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ امام ابن عدی نے بھی الکامل میں اس پر احادیث گھڑنے کی تہمت لگائی ہے۔ لہذا یہ اسناد اس راوی کی وجہ سے ضعیف ہیں۔ لیکن امام دار قطنی نے سنن (جلد 2 صفحہ 109) میں انس بن مالک کا یہ قول دوسری سند سے روایت کیا ہے۔ وہ سند یہ ہے: "أبوبكر النيسابوري، أحمد بن أبي رجاء وكيع ، شريك بن علي بن سليم قال سألت أنس بن مالك۔۔" اس سند میں ابو بکر النیسابوری کا نام عبد اللہ بن محمد بن زیاد ہے، یہ ثقہ اور حافظ تھے۔ امام دار قطنی فرماتے ہیں: ہم نے اپنے مشائخ میں اس سے زیادہ حافظ الحدیث نہیں دیکھا (سیر اعلام النبلاء)۔ اس اسناد کا دوسرا راوی احمد بن رجاء بھی ثقہ ہے۔ حافظ ابن حجر ؒ نے تقریب میں لکھا ہے کہ احمد بن عبد اللہ بن ایوب ابو الولید بن ابی رجاء ثقہ ہے۔ اس اسناد کا تیسرا راوی شریک بن عبد اللہ القاضی ہے۔ ابن معین نے اسے ثقہ، ثقہ کہا ہے، یعنی تاکید کے طور پر دوبار ثقہ کہا ہے۔[14]

درج بالا بحث میں مولانا ڈیروی ؒ نے درج ذیل لطیف نکات ذکر کیے ہیں:

1. اپنی ذکر کردہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مؤقف کی بابت پہلی روایت کی سند میں مذکور راوی کے ضعف کا خود ذکر کیا۔
2. اس مذکورہ راوی کی بابت امام بخاری ؒ، امام احمد بن حنبل ؒ، امام صالح ؒ اور امام ابن عدی کی جرح ذکر کی۔
3. بعد ازاں مولانا ڈیروی ؒ اپنے بیان کردہ متن کی دوسری سند لائے کہ جسے امام دار قطنی ؒ نے نقل کیا تھا۔
4. امام دار قطنی ؒ کی نقل کردہ سند میں موجود تمام رواۃ کی بابت مولانا ڈیروی ؒ نے ائمہ جرح و تعدیل مثلاً: امام دار قطنی ؒ، امام ابن حجر العسقلانی ؒ اور امام یحییٰ بن معین ؒ کی توثیق درج کی کہ یہ ائمہ ان رواۃ کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔
5. ائمہ جرح و تعدیل کی توثیق کے ساتھ مولانا ڈیروی ؒ نے اپنے مؤقف کو تقویت دی اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ کا مذہب ثابت کیا کہ وہ استعمال کے زیورات پر زکوٰۃ کے قائل نہ تھے۔

اسی کتاب میں آگے چل کر مولانا ڈیروی ؒ نے زیورات میں زکوٰۃ کے قائلین کی ادلہ کو بھی ذکر کیا ہے اور ان کی ادلہ کے جوابات تفصیلاً درج کیے ہیں۔ یہ ادلہ تعداد میں آٹھ (8) ہیں۔ مثلاً: سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کی ایک روایت امام احمد ؒ نے بیان کی ہے کہ وہ اپنی خالہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے زیورات پہن رکھے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو تو انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں اس بات کا خوف نہیں کہ اللہ تمہیں آگ کے زیور

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.4 2021

پہنادے ؟ان کی زکوۃ دیا کرو۔یہ روایت زیوارات کے قائلین کی ایک مضبوط دلیل ہے۔اس روایت کو بیان کرنے کے بعد مولاناڈیرویؒ فرماتے ہیں:"اس حدیث کی سند میں شہر بن حوشب ہے۔امام ابن الجوزیؒ نے التحقیق(ج2صفحہ1426)میں امام ابن عدی سے نقل کیا ہے کہ اس کی حدیث سے استدلال کرنا جائز نہیں۔امام ابن حبان فرماتے ہیں: ثقہ راوی سے معضلات(ضعیف روایات) نقل کرتا ہے۔اس حدیث کی سند میں دوسرا راوی عبداللہ بن عثمان بن خیثم ہے۔امام ابن معین سے منقول ہے کہ اس کی احادیث قوی نہیں۔اس میں تیسرا راوی علی بن عاصم ہے،امام یزید بن ہارون سے منقول ہے:ہم اس کو جھوٹا جانتے ہیں،امام احمد اس کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے۔امام یحیٰ سے منقول ہے:یہ کچھ نہیں۔امام نسائی نے فرمایا:یہ متروک الحدیث ہے۔[15]

درج بالا نقد میں مولاناڈیرویؒ نے حدیث کی سند کی تحقیق پیش کی اور وضاحت کی کہ اس میں تین راوی ایسے ہیں کہ جن کے بارے میں کبار ائمہ جرح وتعدیل کی جرح موجود ہے۔ساتھ امام ابن الجوزیؒ کا مؤقف مع حوالہ درج کیا۔اسی طرز پر مولاناڈیرویؒ نے قائلین زکوۃ کی ادلہ کے جواب درج کیے ہیں۔جبکہ اپنے مؤقف کو مع صحیح ادلہ کے بیان کیا ہوا کہ زیورات پر زکوۃ کا حکم ثابت نہیں ہوتا۔

2۔هداية السائل إلى اختلاف المطالع:

رؤیت ہلال کا مسئلہ شروع سے ہی ائمہ دین کے ہاں مختلف فیہ رہا ہے۔اس ضمن میں دو آراء بنیادی حیثیت کی حامل ہیں۔پہلی رائے رکھنے والے علماء کا مؤقف یہ ہے کہ پوری دنیا میں ایک ہی رویت کافی ہو گی،یعنی کسی ایک جگہ بھی اگر چاند نظر آجائے تو اس کا اطلاق پوری دنیا کے خطے پر ہو گا اور ہر کوئی اس کے مطابق عید کرنے یا روزہ رکھنے کا پابند ہو گا۔ جبکہ دوسری رائے اس کے بالکل برعکس ہے۔وہ یہ کہ ہر جگہ کی اپنی رؤیت ہے۔کسی علاقہ کی رؤیت کا اثر دوسرے علاقہ پر شمار نہیں کیا جائے گا۔

مولاناڈیرویؒ نے بھی اس فقہی مسئلہ پر قلم اٹھایا اور ایک مختصر رسالہ تحریر فرمایا۔یہ رسالہ اڑتالیس صفحات پر محیط ہے۔یہ اردو زبان میں لکھا ہوا ہے لیکن اس کا عنوان عربی رکھا گیا ہے۔اردو میں اس کا عنوان اس طرح درج شدہ ہے:"مسئلہ اختلاف رویت ہلال"۔یہ مختصر رسالہ دارالتقویٰ کراچی سے فروری2007ءمیں طبع ہوئی ہوا تھا۔

اس رسالہ میں مولاناڈیرویؒ نے چاند کی رویت کی بابت ادلہ کی روشنی میں بحث کی ہے۔آپؒ کا یہ مؤقف تھا کہ تمام عالم اسلام کے لیے ایک ہی چاند ہے اور جہاں بھی چاند نظر آئے اور جہاں تک اس کی رؤیت کی اطلاع پہنچے تو ان تمام کے لیے اس کے مطابق عید ادا کرنا لازم اور ضروری ہے۔اس کتاب پر مولانا عبد العظیم حسن ثانی نے نظر ثانی کی خدمت سرانجام دی تھی۔جنہوں نے کتاب کا ایک جامع مقدمہ بھی تحریر فرمایا کہ جو دو صفحات پر محیط ہے۔

اسلوب:

ابتدائے کتاب میں مولاناڈیرویؒ نے فقہائے اربعہ کا اختلافِ مطالع کی بابت مؤقف ذکر کیا اور عنوان اس طرح درج کیے:

1۔اختلاف المطالع اور فقہ المالکی 2۔اختلاف المطالع اور فقہ شافعی وحنبلی 3۔اختلاف المطالع اور فقہ حنفی

امام مالکؒ کے مؤقف کو بیان کرنے کے لیے مولاناڈیرویؒ نے معروف مالکی امام ابن عبد البرؒ کی ادلہ مفصل حوالہ کے ساتھ نقل کی ہیں۔مثلاً امام ابن عبد البرؒ کا یہ قول مولاناڈیرویؒ نے نقل کیا:"فكان مالك فيما رواه عنه ابن القاسم والمصريون إذا ثبت عند الناس أن اهل البلد رأوه فعليهم القضاء لذالك اليوم الذي افطروه وصامه غيرهم برؤية صحيحة وهو قول الليث والشافعي والكوفيين وأحمد"[16] امام مالک نے کہا کہ مسلمانوں میں سے کسی شہر کے مسلمان نے چاند دیکھا ان مسلمانوں نے اس دن روزہ رکھا تو جس کسی دوسرے شہر کے مسلمانوں نے چاند نہ ہونے کی وجہ سے وہاں اس دن روزہ نہیں رکھا ان کو اس دن کی قضاء کرنی چاہیئے اور دوسرے شہر کے مسلمانوں کی رؤیت پر عمل کرنا چاہیئے۔اس کے بعد امام ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ امام لیث بن سعد،امام شافعی،امام احمد اور اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے۔

مولاناڈیرویؒ نے امام مالک کا یہ مؤقف نقل کیا تو اس کے ضمن میں ہی امام شافعیؒ،امام احمد بن حنبلؒ،امام لیث بن سعدؒ اور امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کے مؤقف کی طرف اشارہ بھی ذکر کر دیا کہ جسے امام ابن عبد البرؒ نے بیان کیا ہے۔بعد ازاں آپ نے اسی طرز پر فقہائے اربعہ کے اقوال مع ادلہ اپنے اس مختصر رسالہ میں نقل کیے ہیں۔بعد ازاں مولاناڈیرویؒ نے درج ذیل عنوانات کے تحت بحث رقم کی ہے:

1. لفظ"بلد"کے مفہوم کا تعین
2. ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول پر اہل علم شخصیات کی رائے
3. شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا مؤقف
4. دور جدید میں مسئلہ رؤیت ہلال

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.4 2021

5. روزہ دار عید کی خبر مل جانے پر کیا کرے؟
6. رؤیت ہلال سے تعلق رکھنے والے اہم مسائل
7. خلاصہ کلام/خاتمہ

خلاصہ کلام میں مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ نے اپنا مؤقف مختصر الفاظ میں یوں بیان کیا ہیں: "صحیح قول وہی ہے جو اس رسالہ میں ائمہ مسلمین کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے کہ کسی بھی ملک اور شہر کی رؤیت ان تمام ممالک اور شہروں کے لیے معتبر ہے جہاں تک یہ اطلاع بروقت پہنچ سکے"[17] گویا مولانا ڈیرویؒ کا رؤیت ہلال کی بابت مؤقف یہ تھا کہ تمام کے لیے چاند کو دیکھنا ضروری اور ممکن نہیں، لہٰذا اگر کوئی بھی دو عادل مسلمان چاند دیکھ لیں تو ان کی گواہی کو قبول کرتے ہوئے رمضان کے اختتام کا اعلان کر دیا جائے گا اور جہاں جہاں تک یہ اطلاع پہنچ سکے وہاں کے مسلمان نماز عید ادا کریں گے چاہے وہ دنیا کے کسی بھی ملک میں رہنے والے ہوں اور ایک عادل مسلمان کی گواہی پر جہاں جہاں اطلاع پہنچے وہاں کے مسلمان رمضان کا آغاز کر سکتے ہیں۔

3۔ رؤیت ہلال میں اختلاف مطالع معتبر نہیں:

مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ کی کتاب "هداية السائل إلى اختلاف المطالع" کے تعارف میں یہ بات گزر چکی ہے کہ آپؒ پوری امت مسلمہ کے لیے ایک ہی رؤیت پر عمل کے قائل تھے۔ یہ مسئلہ قدیم وجدید فقہاء کے مابین نزاعی واختلافی مسئلہ ہے۔ ہر دور میں رؤیت ہلال کی بابت مختلف آراء سامنے آتی رہی ہیں اور علماء ان پر مستقل کتب تصنیف فرماتے رہے ہیں۔ جبکہ اختلافی مسئلہ ہونے کی وجہ سے بعض علماء کا آپس میں بھی مکالمہ ومباحثہ کتابی صورت میں ہوتا رہا۔ مولانا ڈیرویؒ کی کتاب "هداية السائل إلى اختلاف المطالع" جب منظر عام پر آئی تو اس کے جواب میں مولانا عبد الوکیل ناصر نے ایک کتاب لکھی جس کا عنوان انہوں نے "حقیقت اختلاف مطالع اور مسئلہ رؤیت ہلال" رکھا۔ یہ کتاب ادارہ اشاعت قرآن وحدیث، کراچی سے مارچ 2008ء میں طبع ہوئی۔ یہ کتاب ایک سو تینتیس صفحات پر محیط ہے۔ اس کتاب میں مولانا عبد الوکیل ناصر نے سخت الفاظ لکھے ہیں اور مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ کو "مجہول الحال" لکھا ہے۔[18] مولانا ڈیرویؒ نے اس کتاب کا جواب لکھا اور کتاب کا عنوان: "رؤیت ہلال میں اختلاف مطالع معتبر نہیں" رکھا۔ اس کتاب میں آپ نے مولانا عبد الوکیل ناصر صاحب کو "حضرت علامہ" کہہ کر مخاطب کیا۔ یہ آپؒ کے اعلیٰ ظرف ہونے کی دلیل ہے۔ یہ کتاب ستمبر 2008ء میں کراچی، دار التقویٰ سے طبع ہوئی۔ اس کتاب کی ضخامت ایک سو بارہ صفحات ہے۔ مولانا ڈیرویؒ کی اس جوابی کتاب پر مولانا حکیم محمد ناصر منچاکوٹی کی نظر ثانی اور مقدمہ کتاب شامل ہے۔ یہ مقدمہ مفصل اور جامع ہے اور آٹھ صفحات پر محیط ہے۔

اسلوب:

ابتدائے کتاب میں مولانا ڈیرویؒ نے ذکر کیا کہ امت مسلمہ کے لیے ایک رؤیت کا نظریہ اور مؤقف رکھنے والے علماء وائمہ دین کی تعداد زیادہ ہے جبکہ اس کے برعکس ان علماء وائمہ دین کی تعداد کم ہے کہ جن کا مؤقف اپنی اپنی رؤیت کا ہے۔ آپؒ لکھتے ہیں: "اس نظریہ کے مخالفین کی ائمہ اسلام میں تعداد بہت کم ہے جو اختلاف مطلع کا نظریہ رکھتے ہیں یا یہ کہ ہر بلد وشہر کی اپنی رؤیت کے نظریے کے حامل ہیں۔ یہ صرف چند شافعی علماء ہیں جن میں امام نوویؒ ہیں اور حنفی فقہاء میں کنز الدقائق کے شارح علامہ زیلعیؒ ہیں اور موجودہ دور کے حنفی علماء میں عبد الحی لکھنوی صاحب ہیں"[19] یہاں مولانا ڈیرویؒ نے شافعیہ میں سے امام نوویؒ اور احناف میں سے علامہ زیلعیؒ اور مولانا عبد الحی لکھنوی کا مؤقف ذکر کیا کہ یہ ان علماء میں سے ہیں کہ جو رؤیت ہلال کے معاملہ میں اختلاف مطالع کے قائل ہیں۔ مکمل کتاب میں مولانا ڈیرویؒ نے مولانا عبد الوکیل ناصر صاحب کے "هداية السائل إلى اختلاف المطالع" پر وارد اعتراضات کا جواب دیا ہے۔

مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ کا اسلوب یہ ہے کہ آپ پہلے مولانا عبد الوکیل ناصر کی تحریر کا ایک جز نقل کرتے ہیں۔ اصل کتاب سے اس کا صفحہ نمبر بطور حوالہ درج کرتے ہیں اور بعد ازاں اس کا اسی مقام پر جواب نقل کر دیتے ہیں۔ اس ضمن میں بعض مقامات پر آپ نے عقلی توجیہات پیش کی ہیں جبکہ اکثر مقامات پر ادلہ کی روشنی میں جواب تحریر فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر مولانا ڈیرویؒ لکھتے ہیں: "حضرت علامہ نے فرمایا ہے: اور قیاسی دلیل اس طرح ہوئی کہ ہم دیکھتے ہیں کہ امساک یعنی سحری کھانے سے رک جانا اور افطار میں ہر شخص اپنے ہی شہر کے طلوع فجر اور غروب آفتاب کا اعتبار کرتا ہے، کہیں جلدی اور کہیں دیر میں تو جب امساک وافطار یومی میں اپنا ہی اعتبار ہے تو پھر صوم وافطار شہری میں بھی ہر کوئی اپنے ہی شہر کی رؤیت کا اعتبار کرے گا۔ (ص:89)"[20]

یہاں مولانا ڈیرویؒ نے مولانا عبد الوکیل ناصر کے وارد کردہ اعتراض یا قول کو بعینہٖ نقل کیا اور ساتھ ان کی کتاب کا حوالہ بھی درج کیا کہ یہ بات مولانا نے اپنی کتاب کے صفحہ 89 پر درج کی ہے۔ بعد ازاں آپ نے اپنے جواب کا آغاز کرتے ہوئے لکھا: "اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کی یہ دلیل اس مذہب کی دلیل تو بن سکتی ہے جو یہ کہتا ہے کہ ہر بلد کی اپنی

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.4 2021

ہی رؤیت ہے، چاند کا مطلع ایک ہو یا الگ الگ، کسی دوسری جگہ کی رؤیت قطعاً قابل قبول نہیں ہے اور یہ دلیل اس مذہب کے خلاف پڑتی ہے جو اس بات کا قائل ہے کہ اپنے شہر کی رؤیت کے ساتھ ہر اس جگہ کی رؤیت بھی معتبر ہو گی جہاں دونوں جگہوں کا ایک مطلع پڑتا ہے اور آپ بھی اسی مذہب کے قائل ہیں اس صورت میں آپ کا اس دلیل سے مذہب باطل ہو گیا"[21]

مولانا ڈیرویؒ مختصر اور جامع پیرائے میں جواب رقم کرتے ہیں۔ جیسے یہاں مولاناؒ نے فقط اتنی بات تحریر کی کہ آپ جو دلیل اپنی کتاب میں نقل کر رہے ہیں وہ تو خود آپ کے مؤقف و مذہب کے متضاد ہے تو گویا آپ اپنے مؤقف و مذہب کا خود ہی رد کر رہے ہیں۔ اختتام کتاب میں مولانا ڈیرویؒ نے اپنی پوری کتاب کا خلاصہ بایں الفاظ درج کیا ہے:"ہماری پوری اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیت "فمن شهد منكم الشهر فليصمه" اور احادیث نبویہ کے عمومی خطاب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایک شہر کا چاند تمام امت مسلمہ کے لیے ہے، بغیر کسی مسافت کی قید کے[22]

خلاصہ بحث:

ڈیرہ غازی خان کے علاقہ کی ایک علمی شخصیت جس کو اہل علم مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ کے نام سے جانتے ہیں۔ آپؒ 1947ء میں پیدا ہوئے جبکہ تہتر برس کی عمر پا کر 2020ء میں وفات پائی۔ آپؒ نے اپنی زندگی کے 30 سال متحدہ عرب امارات میں بطور امام وخطیب بسر کیے۔ وطن واپسی کے بعد 2008ء میں آپ نے اپنی مسجد کے ساتھ ملحق ایک عظیم الشان مکتبہ "مکتبہ ڈیرویہ" کے نام سے قائم کیا۔ اس مکتبہ میں بنیادی شرعی مصادر کا ایک ضخیم ذخیرہ موجود ہے۔ مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ کو اللہ تعالیٰ نے قلم و قرطاس کی نعمت سے مالا مال کیا تھا۔ آپؒ نے متعدد عنوانات پر قلم اٹھایا اور کم و بیش چھبیس (26) کتب و رسائل تالیف فرمائے۔ جب کہ دو عربی کتب کو آپؒ نے اردو قالب میں بھی ڈھالا اور بعد ازاں ان پر تعلیقات بھی مرتب کیں۔ آپ کی ان تالیفات میں سے فقط دس تالیفات زیور طباعت سے آراستہ ہو سکی ہیں۔ ان کتب میں عقائد، فقہی مسائل کے علاوہ متفرق عنوانات پر لکھے گئے رسال بھی موجود ہیں۔ اس تحقیقی آرٹیکل میں آپؒ کی چند اہم تالیفات کا تعارف اور اسلوب و منہج پیش کیا گیا ہے۔ عقیدہ سے متعلق کتب کے ضمن میں پہلی کتاب مسئلہ تقدیر کے متعلق تھی کہ جس میں مولانا ڈیرویؒ نے غلام احمد پرویز صاحب کے تقدیر کی بابت باطل نظریات کا رد پیش کیا ہے۔ اس کتاب کا عنوان:"محرف قرآن و منکر حدیث پرویز صاحب اور مسئلہ تقدیر" ہے۔ دوسری کتاب کا تعلق انسان کی خلافت کی بابت ہے۔ اس کتاب کا عنوان "توضيح خلافة الإنسان في ضوء السنة والقرآن" ہے۔ یہ کتاب دراصل پروفیسر صبیح الدین انصاری کی کتاب کا رد ہے۔ پروفیسر صاحب زمین پر انسان کی خلافت کے نظریہ کو شرک قرار دیتے ہیں۔ مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ نے ان کے ادلہ کا تعاقب کیا ہے۔ تیسری کتاب دراصل ایک کتاب "الرد الباهر في مسئلة الحاظر و الناظر" کا ترجمہ ہے کہ جس میں صاحب کتاب نے نبی کریم ﷺ کو حاضر و ناظر ماننے کا عقیدہ رکھنے والوں کے ادلہ کا محاکمہ کیا ہے اور کتاب میں یہ ثابت کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس فانی دنیا سے کوچ فرما چکے ہیں۔ موصوفؒ اس کتاب کو اردو قالب میں ڈھالنے کے ساتھ اس کے مشکل مقامات کی توضیحات بھی درج کی ہیں۔ دیگر تالیفات کے ضمن میں پہلی کتاب کا عنوان:"زیوارت میں زکوٰۃ کا حکم" ہے۔ اس کتاب میں مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ نے یہ مؤقف اپنایا کہ عورت کے استعمال کے زیوارات میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ جب کہ دیگر دو کتب کا تعلق رؤیت ہلال کے مسئلہ سے ہے۔ مولانا ڈیرویؒ پوری دنیا کے لیے ایک ہی رؤیت کے قائل تھے اور اپنی ان کتب میں آپ نے اپنے مؤقف کو بیان کیا ہے۔ ان کتب کے نام: 1۔هداية السائل إلى اختلاف المطالع 2۔رؤیت ہلال میں اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے، ہیں۔

---

[1] : پرویز، غلام احمد، کتاب التقدیر (لاہور: ادارہ طلوع اسلام ٹرسٹ، 1994ء)، ص 27

[2] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، مسئلہ تقدیر، 24۔

[3] : ایضاً، 30۔

[4] : القرآن، الاعراف: 54۔

[5] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، مسئلہ تقدیر، 31۔

[6] : ایضاً، توضیح خلافة الانسان فی ضوء السنة والقرآن، (متحدہ عرب امارات: مطبع ندارد، 1991ء)، 15۔

[7] : القرآن، ص: 26۔

[8] : محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح (بیروت: مکتبہ عصریہ، 2009ء)، رقم الحدیث: 6322۔

[9] : القرآن، النازعات: 5۔

[10] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، توضیح خلافة الانسان فی ضوء السنة والقرآن، 27۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.4 2021

[11] : ایضاً ، ترجمہ: الرد الباھر فی مسئلة الحاضر و الناظر(شارجه: ناشر : عامر محمد سعید باقرین، 2001ء)، 6۔

[12] : ایضاً ، 30۔

[13] : ایضاً ، زیورات میں زکوٰۃ کا حکم(لاہور: فراز ایسوسی ایشن، 1997ء)، 12۔

[14] : ایضاً، 14۔

[15] : ایضاً، 59۔

[16] : امام یوسف بن عبداللہ ابن عبدالبر الاستذکار(بیروت:دارالکتب العلمیه، 2000ء)، 3 : 282 ۔

[17] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، ھدایة السائل إلی اختلاف المطالع(کراچی: دار التقویٰ، 2007ء)، 48۔

[18] : مولانا عبدالوکیل ناصر، حقیقت اختلاف مطالع اور مسئلہ رؤیت ہلال(کراچی: ادارہ اشاعت قرآن و حدیث، 2008ء)، 126۔

[19] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، رؤیت ہلال میں اختلاف مطالع معتبر نہیں، 14۔

[20] : ایضاً، 35۔

[21] : ایضاً۔

[22] : ایضاً، رؤیت ہلال میں اختلاف مطالع معتبر نہیں ، 112 ۔